www.rahimia.org

قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ السَّعِید
بانی: حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

# ماہنامہ رحیمیہ لاہور

فروری 2024ء / رجب المرجب/شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ • جلد نمبر 16، شمارہ نمبر 2 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبر شپ: 350 روپے

## مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

## ترتیب مضامین


- زمانوں اور مصلحتوں کے بدلنے سے شرعی احکامات میں تبدیلی
- سماجی میل جول کا ثمر
- حضرت زیاد بن لبید مہاجری انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ
- دُھتائی کی سیاست اور دُھونس کا راج
- تدبرِ قرآن کے لیے تلاوت قرآن حکیم کی فضیلت (2)
- مامون الرشید کی معاملہ فہمی و ذہانت
- 2024ء: ایک مشکل سال
- برکس (BRICS) کا روسی چیپٹر
- حکمت قرآن اور علمائے حق کی حکمت فہمی
- قرآنی حکمت عملی کے فروغ میں فکرِ ولی اللّٰہی کا کردار
- جادۂ تو ہر، عصری تقاضے اور مقاصد شریعت
- حکمت عملی میں ولی اللّٰہی علما کا عصری شعور
- مولانا حکیم شیخ محمد عباسی سیوانیؒ
- ہماری والدہ محترمہ کا سانحۂ ارتحال
- رپورٹ تکمیلی نشست ورونمائی کتاب
- دینی مسائل


## ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ مسند نشین ثانی خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

’’حضرت (رائے پوری اوّلؒ) نے فرمایا تھا کہ: ’’مولوی صاحب! صحبت کا اثر ہونا آپ کو تسلیم ہے۔ جس طرح صحبت کا اثر ہوتا ہے، اسی طرح تصنیف کا بھی اثر ہوتا ہے‘‘۔ علم منطق کی کتابیں جو دراصل مسلمانوں کی ہی لکھی ہوئی ہیں، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جو علماء صرف دینی (حکمت پر مبنی) تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان کی اَور (اچھی) حالت ہوتی ہے۔ اور جو صرف منطق وغیرہ (کے ذریعے کج بحثی) کا مشغلہ رکھتے ہیں، ان کی حالت، تکبر اور تعلّی (دوسروں پر برتری جتانے کی) یہاں تک (ہو جاتی ہے) کہ اپنے استاد کو بھی ہیچ (حقیر) سمجھنا (تو) آپ لوگ بھی جانتے ہیں اور جو دونوں کا مشغلہ رکھتے ہیں، ان پر جو (منفی) اثر ہوتا ہے، وہ نہ تیتر نہ بٹیر (کہ فکری طور پر نہ ادھر کے، نہ اُدھر کے)، اِلا ماشاء اللہ (سوائے اس کے جو اللہ چاہے) کہ ان پر کسی اَور (یعنی اہل اللہ) کی صحبت کا غلبہ ہو گیا ہو (تو یقیناً وہ حق کے لیے یکسو ہو جاتے ہیں)۔ پھر جو لوگ (بغیر شعوری تربیت کے) دوسری (بدیسی) زبان اور دوسرے علوم حاصل کرتے ہیں اور (پھر) ان میں (مذہب بیزار) دہریوں کی تصانیف پڑھتے ہیں، ان کا جو حال ہو سکتا ہے، وہ ظاہر ہے (کہ اپنے قومی اور ملّی تقاضوں سے بیگانے ہو جاتے ہیں)‘‘۔

(۱۴؍ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/12؍ اگست 1946ء مقام: رائے پور)

(ارشاداتِ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:146، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A، کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

www.rahimia.org

# درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

## زمانوں اور مصلحتوں کے بدلنے سے شرعی احکامات میں تبدیلی

گزشتہ آیت (البقرہ: 105) میں بتلایا گیا تھا کہ مشرکینِ مکہ اور یہودِ مدینہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں پر اُن کے رب کی طرف سے کوئی اچھی اور خیر کی آیت نازل ہو۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہر آیت کو اُس کا فضل اور رحمت سمجھیں۔

اب ان دو آیات (البقرہ: 106 و 107) میں بتلایا جا رہا ہے کہ خواہ وہ بہتر آیت کسی دوسری قرآنی آیت یا تورات و انجیل کو منسوخ کر کے نازل کی گئی ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کا مالک اور اُس کا اصل حکمران ہے۔ وہ جو چاہے حکم نازل کرے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت، یا بھلا دیتے ہیں، تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر، یا اس کے برابر): قرآن حکیم کی طرف سے تورات و انجیل کی آیات کے منسوخ کیے جانے یا خود قرآن حکیم میں نبی اکرم ﷺ کے پہلے دیے گئے حکم کو تبدیل کیے جانے کی صورت میں مشرکینِ مکہ اور یہودِ مدینہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ اگر تورات و انجیل برحق تھیں تو پھر یہ دوسری کتاب قرآن حکیم نازل کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اسی طرح جب تحویلِ قبلہ کے مسئلے میں نبی اکرم ﷺ کی جانب سے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کے حکم کو منسوخ کر کے قرآن حکیم نے بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تو یہ اعتراض ہوا کہ کیا اللہ تعالیٰ کو پہلے اس کا علم نہیں تھا؟ یہ دونوں گروہ کہتے تھے کہ اس سے معلوم ہوا کہ - معاذ اللہ - اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔

ان آیاتِ مبارکہ میں ان دونوں باتوں کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم (یعنی اللہ اور اُس کے رسولؐ) جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اُس جیسی آیت ضرور لاتے ہیں۔ اور اگر کسی حکمِ الٰہی کو بھلا دیا جائے تو اُس سے بہتر آیت نازل کی جاتی ہے۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں یہ آیت نقل کر کے "نسخ" کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (1) زمانے کی کسی مصلحت اور ضرورت کے سبب آیات منسوخ کی جاتی ہیں۔ جب مصلحت بدلتی ہے تو حکم بھی بدل جاتا ہے۔ تورات کی آیات کو منسوخ کر کے قرآن حکیم کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ موسوی تعلیمات بنی اسرائیل کی مصلحتوں اور قومی ضرورتوں کے مطابق تھیں، جب کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات بین الاقوامی حکومت و خلافت قائم کرنے کے لیے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "مجھ سے پہلے نبی اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے، وَ بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً میری بعثت تمام انسانیت کی طرف ہوئی ہے"۔ (صحیح بخاری، حدیث: 335)

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنی کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں کہ دو انبیا علیہما السلام کی نبوت اور خلافت آپس میں ملی ہوئی ہیں: ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام، جنھوں نے بنی اسرائیل کی خلافت و حکومت قائم کی اور شاہ صاحبؒ کے الفاظ ہیں کہ "سَاسَ بَنِيْ اِسْرَائِيل سِيَاسَةً حَسَنَةً" (تاویل الاحادیث، ص: 231) کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی اچھی سیاست قائم کی" اور دوسرے نبی حضور اقدس ﷺ ہیں، جنھوں نے ارتفاقِ رابع یعنی بین الاقوامی سطح پر دینِ حنفی کی خلافتِ کبریٰ قائم فرمائی۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: "تَعْلِيْمُهُ الدِّيْنَ اِيَّاهُمْ مَضْمُوْمًا اِلَى الْقِيَامِ بِالْخِلَافَةِ الْعَامَّةِ" (نبی اکرم ﷺ کا لوگوں کو اپنے دین کی تعلیم دینا حکومتِ عامہ کے قیام کے ساتھ ملا ہوا ہے)۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ج: 1، ص: 339)

چناں چہ شاہ صاحبؒ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نسخ کی اس قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول " بِخَيْرٍ مِّنْهَآ " اُن اُمور میں ہے، جن میں نبوت اور خلافت (حکومت) آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ اور قرآن حکیم کے الفاظ " اَوْ مِثْلِهَا " کا حکم اُن معاملات میں ہے کہ جن میں مصلحت کے بدلنے سے شرعی حکم بدل جاتا ہے"۔

(حجۃ اللہ البالغہ، باب اسباب النسخ، ج: 1، ص: 352)

(2) نسخ کی دوسری قسم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسانی معاشروں کے ارتفاقات یا عبادات کی ادائیگی کے طریقوں پر اجتہاد کیا۔ آپؐ نے تشریعی قوانین کے تحت اُس وقت کی مصلحتوں اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر نظامِ عبادات و معاملات سے متعلق احکامات جاری کیے، جیسا بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ پھر نئی مصلحتوں اور تقاضوں کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا اور بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (ایضاً، ج: 1، ص: 348 تا 352 ملخصاً)

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے!): مشرکین اور یہودیوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اُس نے جب دیکھا کہ گزشتہ انبیا کے ماننے والے اور اپنے آپ کو ابراہیمی دینِ حنفی سے نسبت رکھنے والے مشرکینِ مکہ، یہودیوں اور عیسائیوں میں دینِ حنفی کی حکومت قائم کرنے کی استعداد نہیں رہی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کو بین الاقوامی سطح پر دین کو غالب کرنے اور اُس کی حکومت قائم کرنے کے لیے بھیجا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور قانون ہے کہ جب حاکم بدلتے ہیں تو احکام اور قانون بھی بدل جایا کرتے ہیں۔ اب نئے نبی آئے ہیں تو احکامات میں نسخ و ترمیم درست ہے۔ یہودیوں اور مشرکوں کا اعتراض کرنا کسی صورت صحیح نہیں ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی، اور نہیں تمھارے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار): کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمان و زمین کا حکمران ہے۔ تمھارے لیے اللہ کے علاوہ کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ بادشاہِ حقیقی نے ابراہیمی حنفی دین کو انسانیت کی کامیابی کا راستہ قرار دیا ہے اور اُس کے لیے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کر کے انھیں بنی اسرائیل میں اپنا نائب اور خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر بھیجا تھا۔ اور اب اس زمانے میں حضور اقدس ﷺ کو اپنا رسول اور خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔

www.rahimia.org

# درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

## سماجی میل جول کا ثمر

عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ شَيْخٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَ يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَ لَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ".

(الجامع للترمذی، حدیث: 2507)

(یحییٰ بن وثابؒ نے ایک بزرگ صحابیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان' لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے، وہ اُس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے''۔)

دینِ اسلام اجتماعیت پسندی کی بنا پر انسانوں سے لاتعلقی اور علاحدگی کو پسند نہیں کرتا۔ وہ شخص جو عائلی اور خاندانی زندگی اپناتا ہے اور معاشرتی زندگی میں لوگوں سے میل جول رکھتا ہے، وہ اس کے ذریعے بہت سی نیکیوں کو اختیار کرسکتا ہے۔ وہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی، ایثار، قربانی، خیرخواہی اور حسنِ معاشرت جیسے عمدہ اَخلاق کے ذریعے دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمتوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔ معاشرتی زندگی میں عمدہ اَخلاق اختیار کرنے سے وہ مخلوقِ خدا کی خدمت کے وصف سے متصف ہوتا ہے۔ اللہ کے ہاں یہ عمل باعثِ اَجر ہے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو عائلی زندگی سے گریز کرے، معاشرتی کش مکش سے لاتعلق رہے، لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے، ایسا شخص بہت سے اچھے اخلاق کے اظہار اور بہت سے عمدہ رویوں سے متصف ہونے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رہبانیت کے مقابلے پر دینِ حنفی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (الحدیث)

زیرِنظر حدیث میں نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو لوگوں کے ساتھ میل برتاؤ رکھتا ہے اور حسنِ خلق اختیار کرتا ہے، اس کے بدلے میں اگر وہ اس کے ساتھ ناانصافی اور بدسلوکی کرتے ہیں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کو اس پر اَجر ملتا ہے۔ اس عمل پر ملنے والے اَجر کے دو سبب ہیں: اول یہ کہ اس نے عمدہ اخلاق اختیار کیے، جس کا اَجر یقینی ہے اور دوسرا لوگوں کی بدسلوکی پر اس شخص کے ساتھ بُرا سلوک نہیں کرتا، اور پوری استقامت کے ساتھ اپنے عمدہ اَخلاق پر قائم رہتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ اس صبر پر اس کو اللہ کی طرف سے الگ اجر و ثواب نصیب ہوگا۔ ایسا شخص اُس سے بہتر ہے جو اپنی ذات کے خول میں بند رہتا ہے۔ معاشرتی کش مکش اور اجتماعی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے گریزاں رہتا ہے۔ اسے معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور لوگوں سے میل جول سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔

اس حدیث کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ ہم معاشرتی بہتری کا کردار ادا کریں اور اس پر پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کریں اور ذمہ داریوں کی ادائیگی سے فرار کی راہ نہ ڈھونڈیں۔

# صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

## حضرت زیاد بن لبید مہاجری انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ

حضرت زیاد بن لبید مہاجری انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام عمرہ بنت عبید بن مطروف بن الحارث تھا۔ آپؓ نے عہدِ نبویؐ اور دورِ خلفائے راشدینؓ میں گراں قدر دینی، فقہی اور سیاسی و انتظامی خدمات سرانجام دیں۔ حضرت زیاد بن لبیدؓ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ (سب سے پہلے دور کے صحابہؓ) میں سے ہیں۔ بیعتِ عقبہ، معرکۂ بدر اور عہدِ نبوی ﷺ کے دیگر تمام معرکوں اور اجتماعی سرگرمیوں میں حاضر باش لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ قبولِ اسلام کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی قیام پذیر ہوگئے اور حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ اسی لیے انھیں ''مہاجری انصاری'' کہا جاتا ہے۔

۹ھ میں رسول اللہؐ نے حضرت زیادؓ کو یمن کا حاکم بنایا۔ یہ ملک 5 حصوں پر تقسیم تھا۔ آپؓ کو ''کندہ و حضرموت'' کے علاقے کا گورنر بنایا گیا۔ نیز صدقات کا محکمہ بھی آپؓ کے زیرِ نگرانی تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی عہدِ خلافتِ راشدہ کی قیادت میں نظام چلانے والی انتظامیہ میں آپؓ کا اہم نام تھا۔ اسی لیے جب اہلِ یمن مرتد ہوگئے اور زکوٰۃ دینا بند کردی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زیادؓ کو اس بارے میں لکھا۔ حضرت زیادؓ نے شاہانِ کندہ پر شب خون مار کر فتح حاصل کی اور کندہ کے چار ظالم بادشاہوں کو قتل کیا۔ اشعث بن قیس کا محاصرہ کرکے اسے شکست دی اور اس کو اس کے قلعے سے نکال کر گرفتار کرکے دارالخلافہ روانہ کیا، جہاں وہ خلیفۂ وقت حضرت ابوبکرؓ کے سامنے دوبارہ مسلمان ہوئے۔ حضرت زیادؓ نے مرتدین کی جنگ میں بڑی جاں بازی و بہادری دکھائی اور نظامِ خلافت سے باغی طبقوں کو دوبارہ ڈسپلن میں لانے کے اقدامات کرکے سازشی عناصر کو لگام دی۔ دورِ حضرت ابوبکرؓ میں کندہ و حضرموت کی فتح' عرب علاقوں میں سلسلۂ بغاوت کی آخری کڑی تھی۔ اب سارا عرب دوبارہ ایک وحدت میں مجتمع ہوگیا۔ اس طرح حضرت زیادؓ خلافتِ صدیقیؓ میں اسی خدمت پر مامور رہے اور بہترین کارکردگی دکھائی۔ اس فرض سے سبکدوشی کے بعد کوفہ میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے اور بعد ازاں شام میں مستقل سکونت اختیار کی۔

حضرت زیادؓ سے ایک مرتبہ نبی ﷺ نے کسی چیز کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ ''یہ علم ضائع ہونے کے وقت ہوگا''، انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم خود قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں، پھر وہ اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک چلتا رہے گا تو علم کیسے ضائع ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا: ''اے ابنِ اُمِّ لبید! تیری ماں تجھے گم کرکے روئے، میں تو سمجھتا تھا کہ تم مدینہ کے بہت سمجھ دار آدمی ہو، کیا یہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھتے؟ دراصل یہ لوگ اس میں موجود تعلیمات سے معمولی سا فائدہ بھی نہیں اٹھاتے''۔ بہ قول ابن حبانؒ: ''آپؓ فقہا صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، جنھوں نے شام میں ہی سکونت اختیار کی اور ۴۱ھ میں خلافتِ حضرت معاویہؓ کے ابتدائی زمانے میں وفات پائی۔ صحاح ستہ اور مسند احمد میں آپؓ کی روایت موجود ہے''۔

(کتابیات: الاصابہ، اسد الغابہ، تاریخ ابن کثیر، صدیق اکبر از سعید احمد اکبر آبادی)

www.rahimia.org

## ڈھٹائی کی سیاست اور دھونس کا راج

سال 2024ء کے الیکشن کا بِگل بج چکا ہے۔ اب پاکستانی قوم الیکشن سے چند دِنوں کی مسافت پر ہے۔ پاکستان میں نام نہاد سیاسی جماعتیں اور اُن کے لیڈر الیکشن کمپین میں مصروف اپنی تقریروں میں ایسی ایسی گل افشانیاں فرما رہے ہیں کہ ع

حیراں ہوں دل کو روؤں ، کہ پیٹوں جگر کو مَیں

کوئی بجلی کے ماہانہ یونٹ مفت تقسیم کر رہا ہے تو کوئی چھوٹے شہروں اور قصبوں میں ایئرپورٹس بنانے کی خوش خبریاں سنا رہا ہے۔ کوئی ملازمتیں بانٹ رہا ہے اور کوئی خوش حال معیشت کے سپنے دِکھا رہا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں دولتوں کے اَنبار میں فاقہ مستیاں پل رہی ہیں، وہاں مساوات کے بھاشن دینے والوں کی بھی کمی نہیں۔ گویا ڈوبتی کشتی میں بیٹھے مسافروں کو نوید منزل سنائی جا رہی ہے۔ اس ملک کو گِدھوں کی طرح نوچ کھانے والے سب باعزت بری ہو گئے۔ خزانہ خالی ہے۔ ملک کئی بار دیوالیہ ہونے سے مصنوعی طور پر بچا کر وینٹی لیٹر پر چلایا جا رہا ہے، لیکن عدالتی فیصلے کہتے ہیں کہ کرپشن نہیں ہوئی۔ پھر اس ملک کے خزانے کون خالی کر گیا؟! عوامی دولت زمین نگل گئی یا آسمان اُچک لے گیا؟! خدارا قوم کو کچھ تو بتائیں ؎

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

ہر جماعت دوسری جماعت کو اور ہر لیڈر اپنے علاوہ دوسرے لیڈر کو موردِ الزام ٹھہرا رہا ہے، حال آں کہ اقتدار اور کرپشن میں یہ سب شریکِ جرم ہوتے ہیں، لیکن اپنی اپنی صفائیاں ایسی چالاکی سے دیتے ہیں کہ بنارسی ٹھگ ان کے سامنے شرما جائیں۔ بے چارے سادہ لوح عوام ان کی پیچ دار باتوں میں آکر پھر ان کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ الیکشن کا موقع ووٹ اینٹھنے اور عوام کو شکار کرنے کا ان کے نزدیک بہترین موقع ہوتا ہے۔

یہاں ایک پُرانی حکایت کا تذکرہ بے موقع نہ ہوگا: ایک کپڑے کے تاجر کی دُکان میں دو چور خریداروں میں جا ملے اور دُکان دار سے آنکھ بچا کر ایک چور نے کپڑے کا ایک تھان چرا کر دوسرے چور کو دے دیا۔ اسی اَثنا میں دُکان دار تھان کو دیکھنے لگا تو تھان اپنی جگہ سے غائب تھا۔ دُکان دار کو یقین ہوا کہ دُکان میں موجود لوگوں میں سے کسی نے تھان چرایا ہے۔ بے چارہ ایک ایک سے پوچھنے لگا۔ جس چور نے تھان اُٹھایا تھا، وہ تو قسم کھاتا تھا کہ: ''میرے پاس نہیں ہے''، جس چور کے پاس تھا، وہ قسم کھاتا تھا کہ: ''میں نے نہیں اُٹھایا''۔ اسی طرح دغاباز لوگ ہمیشہ اپنی پیچ دار باتوں سے لوگوں کو فریب دیا کرتے ہیں۔

یہی حال کچھ ہمارے سیاست دانوں اور نظام میں دوسرے طاقت ور افراد کا ہے۔ صاحبِ اختیار کرپشن کر کے دولت کے انبار بہو بیٹی یا کسی دوسرے فرنٹ مین کے نام رکھوا دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے: ''ثبوت لاؤ''۔ ایک سیاست دان کرپشن کے مال سے بیرونِ ملک محلات خرید کر بیٹوں اور بیٹی کے نام کر دیتا ہے اور کہتا ہے: ''میرے نام کوئی جائیداد نہیں، میں تو بیٹوں سے تنخواہ پاتا ہوں''۔ بیرونِ ملک جائیدادوں اور کمپنیوں کی مالک بیٹی کہتی ہے: ''اندرونِ ملک میرے نام کوئی جائیداد نہیں''۔ ملک میں ملیں اور فیکٹریاں بھانجوں بھتیجوں کے نام رکھ کر دولت کو دن دُگنی رات چوگنی کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی قوم کو کہا جاتا ہے کہ: ''میرے نام اگر ایک دھیلے کی کرپشن ثابت ہو جائے تو سیاست چھوڑ دوں گا''۔ گم نام اکاؤنٹس کے ذریعے اربوں کی منی لانڈرنگ اور جعلی TT's بنوائی جاتی ہیں اور اپنے پرسنل اکاؤنٹ خالی دکھا کر اپنے آپ کو پارسا ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر انھی گم نام اکاؤنٹس سے ہدیے وصول کیے جاتے ہیں۔

طاقت ور ادارے اپنی ناپسندیدہ جماعت کی کمر توڑ دیتے ہیں، لیکن وُہ ''اے پولیٹیکل'' رہتے ہیں۔ جمہوری اداروں سے جمہوریت کے خلاف سازش کروائی جاتی ہے۔ پارلیمنٹ سے عدلیہ کے خلاف، عدلیہ سے پارلیمنٹ کے خلاف فیصلے لیے جاتے ہیں۔ سینٹ میں الیکشن رُکوانے کی قراردادیں پاس کروائی جاتی ہیں اور پھر یہ سب اداروں کے جمہوری فیصلے گنوائے جاتے ہیں۔ ایک پارٹی کو اس بات پر سزا دی جا رہی ہے کہ تم نے اپنے آئین کی خلاف ورزی کی ہے، لیکن جو لوگ اور ادارے نوے دن میں الیکشن نہ کروا کر پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کر چکے ہیں، ان کے خلاف فیصلہ کہاں سے آئے گا؟ الیکشن کے ذریعے جمہوریت کے پودے کو پانی دینے کا اہتمام ہو رہا ہے، لیکن جمہور کی ایک بہت بڑی تعداد سے ان کا نشان چھیننے کے فیصلے سے ان کے خیمے کی طنابیں کاٹ دی گئیں۔ ان کا شیرازہ بکھیر کر اُمیدواروں کو کٹی پتنگوں کے غول میں تبدیل کر دیا گیا۔ اب الیکشن کے بعد ان کی خرید و فروخت سے ''جمہوری حکومت'' کے قیام کو یقینی بنایا جائے گیا۔ یا لَلْعَجب !

ایسے لگتا ہے جیسے شرافت اور نجابت ہماری سیاست سے روٹھ گئے ہیں۔ اقتدار و سیاست کے میکدے کے سبھی رِند اپنے اپنے مفادات میں مدہوش نظر آتے ہیں۔ ضمیر سو گئے، دلوں پر قفل پڑ گئے، عقلیں مسخ ہو گئیں، آنکھوں پر پردے اور کانوں میں روئی ٹھونس دی گئی ہے۔ صاحبانِ سیاست، اربابِ اقتدار اور طاقت کے محوری حلقوں کے لچھن دیکھ کر قضا و قدر کے اندوہ ناک فیصلوں کا اندیشہ ہونے لگتا ہے۔ لیکن یکا یک تاریکی اور تہلکے کی اس نفسانفسی میں قرآن حکیم کی طرف نظر جاتی ہے، جس نے ہمیں ایسی قوموں کی تاریخ سے آگاہ کیا، جنھوں نے خدا کی دی ہوئی کتابوں کے مقدس اَوراق کو اپنی مطلب براری کے لیے برت لیا۔ ان کے الفاظ میں اپنے مفادات کو ملفوف کر کے مرضی کے فیصلے صادر کیے۔ الٰہی پیغام کی موجودگی میں ظلم و تعدی کو اپنا وطیرہ بنالیا۔ پھر قرآن حکیم نے ان کی بربادی کی تاریخ آنے والی قوموں کی عبرت کے لیے اپنے سینے میں محفوظ کر لی اور ساتھ ہی ہدایت اور عدل و انصاف کے راستے کی رہنمائی اور نشان دہی فرما دی، تاکہ جب بھی کسی ملک اور معاشرے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان کی اُمید اور ہدایت کا سامان قرآنی تعلیمات میں موجود ہو اور لوگ قرآن حکیم کو آخری اُمید جان کر اس طرف لوٹ آئیں۔ (مدیر)

www.rahimia.org

## افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

# تدبُّرِ قرآن کے لیے تلاوتِ قرآن حکیم کی فضیلت (2)

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّۃُ اللّٰہِ البالِغہ'' میں فرماتے ہیں:

(6) ''رسول اللہ ﷺ نے قرآن حکیم کی سورتوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کچھ سورتوں کی زیادہ فضیلت بیان کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے یہ اسباب ہیں:

(الف) بعض سورتوں میں اللہ کی صفات میں غور و فکر کرنے کی افادیت زیادہ ہے اور ان میں زیادہ جامعیت ہے، جیسے آیت الکرسی، سورت الحشر کی آخری آیات (22 تا 24)، اور ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' (سورت الاخلاص)۔ یہ سورت اور آیات 'اسمائے الٰہیہ' میں اسمِ اعظم کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔

(ب) بعض آیات اور سورتیں بندوں کی زبان سے دعا مانگنے کے لیے نازل ہوئیں، تاکہ وہ یہ جان لیں کہ وہ اپنے ربّ کا قرب کیسے حاصل کریں۔ جیسے سورت الفاتحہ۔ اس سورت کی تمام سورتوں سے ایسی ہی نسبت ہے، جیسے عبادات میں سے فرض عبادات کی ہوتی ہے۔

(ج) بعض سورتیں اپنے الفاظ، معانی اور مفاہیم میں جامعیت رکھتی ہیں، جیسے ''زَهْرَاوَيْن'' (یعنی سورت البقرہ اور سورت آلِ عمران)۔

(7) رسول اللہ ﷺ نے سورت یٰسین کے بارے ارشاد فرمایا کہ: ''اِنَّهٗ قَلْبُ الْقُرْآن'' (یہ قرآن کا دل ہے)۔ (رواہ الترمذی والدارمی، مشکوٰۃ، حدیث: 2147) اس لیے کہ سورت یٰسین کو قرآن کا دل کہہ کر درمیانی تعداد کی آیات والی سورت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ''المَثانی'' میں سے ہے، یعنی اس میں ''المِئِيْن'' (دو سو آیات والی سورتوں) یا اس سے زیادہ آیات والی (''السَّبْعِ الطِّوَال'': سات لمبی) سورتوں سے کم تعداد آیات والی سورت ہے اور ''المُفَصَّل'' (چھوٹی سورتوں) سے زیادہ آیات ہیں۔ اس سورت میں اللہ پر ''توکُّل'' اور ''تفویض'' (اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے) اور ''توحید'' سے متعلق آیات ہیں، جو انطاکیہ شہر کے ''محدَّث'' (جسے اللہ کی طرف سے الہام ہوا) نے ان ''وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ''... الخ آیات (22 تا 25) میں بیان کیا ہے۔ اور اس سورت میں غور و فکر کی تمام اَقسام بڑے کامل اور جامع طریقے سے بیان کی گئی ہیں۔

(8) نبی اکرم ﷺ کو ایک آدمی کی قبر کے بارے میں کشف ہوا اور پھر فرمایا: ''قرآن کی تیس آیتوں کی ایک سورت نے اس آدمی کی شفاعت (سفارش) کی تو اسے معاف کر دیا گیا، یہ سورت ''تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' (سورت الملک) ہے''۔

(جامع ترمذی، حدیث: 2891)

## (قرآن حکیم کو یاد کرنے اور صحیح طور پر پڑھنے کی ترغیب)

حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن حکیم کے حوالے سے یہ ترغیب دی جائے کہ:

(1) قرآن حکیم کی تلاوت کو ہمیشہ لازم پکڑیں۔ اسے بھول جانے کے نقصان کو بیان کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اونٹ کے رسّی تڑوا کر بھاگنے کی مثال بیان کی۔ (چناں چہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑ لو! اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑوا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے''۔ متفق علیہ، صحیح بخاری، حدیث: 5033)

(2) قرآن حکیم کو ٹھہر ٹھہر کر پوری ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ چناں چہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو''۔ (المزمل: 4)

(3) قرآن حکیم کی تلاوت دلوں کی چاہت، خیالات کو کنٹرول اور خوشی اور نشاط کی حالت میں کرو، تاکہ قرآن حکیم میں غور و فکر اور تدبُّر صحیح طور پر ہو سکے۔ (چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو''۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 1342۔ نیز فرمایا: ''قرآن مجید اس وقت تک پڑھو، جب تک اس میں دل لگے۔ جب جی اُچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو''۔ متفق علیہ، صحیح بخاری، حدیث: 5060)

(5) قرآن حکیم کی تلاوت خوش الحانی کے ساتھ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (چناں چہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن حکیم کی تلاوت میں اپنی آوازوں سے حسن پیدا کرو، اس لیے کہ اچھی آواز سے قرآن پڑھنا اُس کے حسن میں اضافہ کرتا ہے''۔ رواہ الدارمی، مشکوٰۃ، حدیث: 2208)

(6) قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت رونے، یا رونے کی سی صورت بنانے کا حکم ہے، تاکہ تلاوت کرنے والا غور و فکر کے نتائج حاصل کرنے کے قریب ہو جائے۔ (چناں چہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''یہ قرآن غم کے ساتھ اُترا ہے، لہٰذا جب تم قرآن پڑھو، تو روؤ، اگر رو نہ سکو تو بہ تکلف روؤ، اور قرآن پڑھتے وقت اسے اچھی آواز کے ساتھ پڑھو، جو قرآن کو اچھی آواز سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ سنن ابن ماجہ: 1337)

(7) قرآن حکیم کو یاد کر کے بُھلانے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی قرآن حکیم پڑھنے کے بعد بُھلا دے، تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی کی حالت میں ملے گا''۔ مشکوٰۃ، حدیث: 2200)

(8) تین دن سے کم میں قرآن حکیم ختم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ تیز پڑھنے میں اُس کے معنی نہیں سمجھے جا سکتے۔ (چناں چہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا، اُس نے اسے سمجھا ہی نہیں''۔ مشکوٰۃ: 2201)

(9) عرب کے سات لہجوں میں قرآن حکیم پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے، تاکہ انھیں پڑھنے میں سہولت ہو۔ اس لیے کہ اُن میں اَن پڑھ، بوڑھے اور بچے تمام شامل ہیں۔ (چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''بے شک یہ قرآن سات حروف (لہجوں) پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے جو تمھیں آسان لگے، اس میں تلاوت کیا کرو''۔ متفق علیہ، مشکوٰۃ، حدیث: 2211)

(أبواب الإحسان، باب: 3، بقيّةُ مَباحث الإحسان)

www.rahimia.org

## اسلامی دور کی ناقابلِ فراموش شخصیات

مفتی محمد اشرف عاطف، لاہور

# مامون الرشید کی معاملہ فہمی و ذہانت

مامون الرشید کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' میں لکھا ہے کہ: ایک دن مامون کے دربار میں ہر فن کے اہلِ کمال تشریف فرما تھے کہ ایک عورت فریاد لے کر آئی اور خلیفہ سے مدد کی طالب ہوئی۔ عورت نے کہا کہ: میرا بھائی فوت ہوا ہے اور اس نے ترکہ میں چھ سو اشرفیاں چھوڑی ہیں۔ ترکہ میں سے مجھے ایک ہی اشرفی دی گئی ہے۔ مامون نے ذرا سوچا اور ورثا کے حصوں کا اندازہ لگا کر عورت سے کہا کہ: ''ہاں! اتنا ہی ملنا چاہیے''۔ اس غیر متوقع جواب پر سب کو حیرت ہوئی۔ علما نے پوچھا: امیر المؤمنین! اس عورت کو ایک ہی اشرفی کیوں کر ملے گی؟ مامون الرشید نے کہا کہ: ''متوفی کی دو بیٹیاں ہوں گی، دو تہائی یعنی چار سو اشرفیاں ان دو بیٹیوں کو ملیں گی۔ ماں بھی ہوگی جس کو سدس (چھٹا حصہ) یعنی سو اشرفیاں ملیں گی، اور بیوہ بھی ہے جس کو ثمن (آٹھواں حصہ) یعنی پچھتر اشرفیاں ملیں گی''۔ باقی پچیس اشرفیاں بچیں تو مامون نے عورت سے پوچھا: ''سچ بتا تمھارے بارہ بھائی ہیں؟'' عورت نے کہا کہ: ہاں!۔ مامون نے کہا: ''دو دو اشرفیاں یعنی چوبیس اشرفیاں بارہ بھائیوں کو ملیں گی، باقی ایک اشرفی تیرا حق ہے''۔ مامون کی اس معاملہ فہمی اور فقہی ذہانت پر علما حیران و ششدر رہ گئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص: 231)

علم اور علما کی قدر افزائی کا ایک واقعہ ''تاریخ بغداد'' میں لکھا ہے کہ علم نحو کے مشہور امام فَرّا کے پاس مامون الرشید کے دو بیٹے پڑھتے تھے۔ ایک بار وہ کسی کام سے مسندِ درس سے اُٹھے تو دونوں شہزادوں نے جوتے سیدھے کر کے آگے رکھ دیے۔ جوتے اُٹھا کر رکھنے کے لیے دونوں شہزادے ایک ساتھ لپکے تو ان کا آپس میں نزاع ہوگیا کہ یہ شرف کون حاصل کرے گا! تو دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ دونوں ایک ایک جوتا سامنے لا کر رکھیں گے۔ اس کی اطلاع مامون کو پہنچی تو مامون نے استادِ محترم فَرّا کو بلایا اور کہا کہ: ''آج دنیا میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟'' فرّا نے کہا کہ: امیر المؤمنین سے زیادہ معزز کون ہوسکتا ہے! مامون نے کہا کہ: ''نہیں! بلکہ وہ جس کی جوتے سیدھے کرنے پر امیر المؤمنین کے لختِ جگر آپس میں جھگڑا کریں''۔ استاد نے کہا کہ: میں خود شہزادوں کو روکنا چاہتا تھا، مگر پھر خیال یہ ہوا کہ ان کو اس شرف سے کیوں باز رکھوں۔ مامون نے کہا کہ: ''اگر تم ان کو روکتے تو میں تم سے نہایت آزردہ ہوتا۔ یہ ادب بجا لانے سے ان کی عزت کچھ کم نہیں ہوئی''۔ یہ کہہ کر لڑکوں کو سعادت مندی اور استاد کو حسنِ تعلیم کے صلے میں دس دس ہزار درہم انعام کے طور پر دیے۔ (تاریخ بغداد، از خطیب بغدادی، ص: 226)

مامون الرشید اہلِ کمال کا بہت ادب و احترام کرتے تھے اور ان کے لیے شاہانہ فیاضیاں بھی جاری رہتی تھیں۔ علامہ واقدیؒ جو فنِ سیَر کے امام ہیں، انھوں نے ایک بار مامون کو خط لکھا اور اپنی ناداری کا ذکر کیا۔ (بقیہ: صفحہ 12 پر)

## ملکی معیشت

محمد کاشف شریف، اسلام آباد

# 2024ء : ایک مشکل سال

سالِ نو کے آغاز میں ہی خطے میں جنگ کے سائے منڈلانا شروع ہو چکے تھے۔ یمن کے حوثی جنگجوؤں کی کارروائیوں سے اس خطے میں سمندری تجارت پر آنے والا خرچ تقریباً دوگنا ہو چکا ہے اور یہ مسئلہ حل ہونے کے بجائے ایک مکمل جنگ کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے میں پاکستان کی معاشی صورتِ حال جو پہلے سے ہی ہچکولے کھا رہی تھی، اب ایک نئے چیلنج سے دوچار ہوتی جا رہی ہے۔ رواں مالی سال 24-2023ء میں اب تک پیداوار میں کمی ریکارڈ کی گئی ہے اور بے روزگاری اور ادوائی روزگار میں اضافہ ہوا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ سے متوقع سرمایہ کاری، غزہ اسرائیل تنازع کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ رہی اور برآمدات میں بھی کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ ترسیلاتِ زر بھی پچھلے سال کی نسبت کم وصول ہوئی ہیں۔ اب تک ایک خوش آئند خبر آئی ٹی کے شعبے سے ہے، جہاں اُمید کی جا رہی ہے کہ برآمدات میں کم از کم پچاس کروڑ ڈالر تک کا اضافہ ہوسکتا ہے اور یہ سالانہ بنیاد پر ڈھائی ارب ڈالر تک جا سکتی ہیں، جو بہرحال مجموعی ضرورت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

حالیہ دنوں میں آئی ایم ایف اور دیگر مالیاتی ایجنسیوں کی جانب سے بالترتیب 70 کروڑ ڈالر اور 80 کروڑ ڈالر قرض کی وصولی اور یوں زرِ مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ وقتی بہتری لائے گا، لیکن دسمبر تک تقریباً چوبیس ارب ڈالر قرض کی واپسی ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اُمید کی جا رہی ہے کہ اس میں سے بیش تر قرض ری شیڈول ہو جائے گا، جیسے یو اے ای نے دو ارب ڈالر کی واپسی ایک سال کے لیے معطل کر دی ہے۔ اس کے باوجود اندازہ ہے کہ سات سے آٹھ ارب ڈالر بہرحال ادا کرنے ہوں گے، جو معیشت پر بھاری ہوں گے۔ اور اندازہ ہے کہ سال کے آخر تک ڈالر 350 روپے تک جا سکتا ہے۔ مقامی سطح پر حکومتی اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں اور سٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق آئندہ ایک سال تک ہر ماہ تقریباً 1200 ارب روپے کا مقامی قرض حکومت چلانے کے لیے چاہیے، یعنی ٹیکس آمدن ہمارا سسٹم چلانے کے لیے کافی نہیں۔ ڈالر میں اضافہ اور یہ قرض دراصل مہنگائی میں اضافہ کرے گا اور شاید ہم اس سال بھی ریکارڈ مہنگائی کا سامنا کریں گے۔ سیاسی عدمِ استحکام معیشت کو سر نہیں اُٹھانے دے رہا۔ یہ سلسلہ ایک طویل عرصے سے جاری ہے۔ آج ایک محدود سیاسی استحکام محسوس تو ہوتا ہے، لیکن یہ بھی زیادہ دیر چل نہیں سکتا۔ الیکشن ہوئے یا نہ ہوئے، معاشی بحران ٹلے گا نہیں۔ مستقبل کے سیاسی سیٹ اپ کو آئی ایم ایف کے حکم پر مشکل فیصلے کرنے ہوں گے اور حسبِ روایت قومی دولت پر ہاتھ بھی صاف کرنا ہوگا۔ خطے کے حالات کے تناظر میں دفاعی اخراجات بھی بڑھیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم عوام کی باری اس دفعہ بھی نہیں آئے گی۔ یہ ضرور ہے کہ عوام اس کا غصہ ضرور کرے گی، جس کا بدلہ سیٹ اپ کو تبدیل کر کے لیا جائے گا اور اس کی نوبت ہمیشہ کی طرح سال دو سال میں آجائے گی اور پھر ہمارے عوام کو ایک اور نرخِ حق کے پیچھے لگا دیا جائے گا۔

www.rahimia.org

## عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

# برکس (BRICS) کا روسی چیپٹر

انسانی معاشرہ آج کسی ایسی عالمی تشکیل پر قناعت کرنے کو تیار نہیں ہے، جس سے ارتقا کا سفر کسی قسم کے تعطل کا شکار ہو جائے۔ وہ کسی ایسی گروہ بندی کی نظر ہو جائے، جس سے سڑانڈ پیدا ہو۔ وہ معاشرے جو مذہبی تعلیمات کے تو قائل نہیں ہیں، لیکن سماجی ڈھانچے میں ہونے والی عالمی تبدیلیاں انھیں اس بات پر غور کرنے پر مجبور کر رہی ہیں کہ ایسے کون سے محرکات ہیں کہ آج باوجود طاقت وقوت کے عالمی تشکیل انھیں نظرانداز کر کے آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ یکم جنوری 2024ء سے ''برکس'' (BRICS) کا نیا دور شروع ہونے جا رہا ہے۔ یہ چیپٹر (Chapter) ولادی میر پیوٹن کی سربراہی میں اپنے کام کا آغاز کرے گا۔ اگرچہ نئی عالمی تشکیل کے خواب اور تصورات کا عمل بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، لیکن چھوٹی چھوٹی قوتوں کو اپنے خیالات اور تصورات کو منوانے کے لیے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ مختلف ادوار میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے والوں کو اپنے وجود سے ہاتھ دھونا پڑ رہا ہے، لیکن ان کے مادی وجود کا خاتمہ کئی اَور طاقت ور، مضبوط اور جدید قسم کے تصورات کو جنم دینے کا باعث بنتا رہا ہے۔ کائنات مربوط انداز سے آگے بڑھ رہی ہے۔ انسانی معاشروں کے انقلابی لوگ خدمتِ انسانیت کی راہ میں مارے جاتے ہیں، وہ مردہ نہیں ہوتے، بلکہ وہ زندہ رہتے ہیں، اور انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

روسی صدر ولادی میر پیوٹن نے کریملن کی ایک ویب سائٹ پر جاری ہونے والے بیان میں کہا ہے کہ ''برکس'' (BRICS) کی سربراہی کے عہد میں ان کا نصب العین ''مساوات، عالمی ترقی اور سلامتی کے لیے کثیرالجہتی کو مضبوط بنانا'' ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ایک پانچ نکاتی حکمتِ عملی وضع کی گئی ہے۔

1۔ مثبت تعمیری تعلقات: ہمارا نصب العین تمام ممالک کے ساتھ مثبت اور تعمیری تعلقات کو فروغ دینا ہوگا۔ روسی صدر نے کہا ہے کہ ہماری کوشش ہوگی کہ تمام متعلقہ ممالک کے ساتھ تعمیری تعاون پر توجہ مرکوز رکھی جائے۔

2۔ سیاست، معیشت اور سماجی مساوات: عام طور پر تین اہم شعبے باہمی طور پر جڑے ہوئے ہوتے ہیں: سیاست اور سلامتی، معیشت اور مالیات، ثقافت اور انسانی ہمدردی، البتہ برکس شراکت داری کے تمام پہلوؤں پر توجہ مرکوز رکھے گا۔ اس کے علاوہ روس کی ترجیحات میں سائنس، اعلیٰ ٹیکنالوجی، صحت کی دیکھ بھال، ماحولیاتی تحفظ، ثقافت، کھیل، نوجوانوں کے تبادلے اور سول سوسائٹی میں تعاون کو فروغ دینا بھی شامل ہوگا۔

3۔ نئے شرکاء کا ہم آہنگ انضمام: برکس کی حمایت کرنے والوں اور ہم خیال ممالک کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، جو اس کے بنیادی اُصولوں کی کامیابی کی ضمانت قرار دی جا سکتی ہے۔ ان اصولوں میں خودمختار مساوات، ترقی کے منتخب راستے کا احترام، مفادات کی باہمی ہم آہنگی، کشادگی، اتفاقِ رائے، کثیرالقطبی بین الاقوامی نظم، ایک منصفانہ عالمی مالیاتی اور تجارتی نظام کی تشکیل کی خواہش، مسائل کے اجتماعی حل کی تلاش اور عہدِ حاضر کے دیگر چیلنجز سے نمٹنا شامل ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی جائے گی کہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ایسوسی ایشن اپنے گزشتہ سالوں کے تجربات سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اس کی سرگرمیوں کے تمام فارمیٹس میں نئے شرکا کے لیے ہم آہنگ انضمام کی سہولت فراہم کرے۔

4۔ جدید طور طریقوں کا فروغ: روس برکس ممالک کے زمرے میں نئے طور طریقوں پر کام کرے گا۔ ہم اس حد تک بھی غور کریں گے کہ بہت سے دوسرے ممالک - جن میں سے تقریباً 30 کسی نہ کسی شکل میں برکس کے کثیرالجہتی ایجنڈے میں شامل ہونے کو تیار ہیں - کے علاوہ بھی باقیوں کے ساتھ تعاون کو فروغ دیں گے۔

5۔ رُکن ممالک کے مابین خارجہ پالیسی میں تعاون اور ہم آہنگی کا فروغ: رکن ممالک کے مابین خارجہ پالیسی میں تعاون کو فروغ دینے پر توجہ بڑھائی جائے گی۔ ہمارا مقصد بین الاقوامی اور علاقائی سلامتی اور استحکام کو درپیش چیلنجوں اور خطرات سے مشترکہ طور پر نمٹنے کے لیے حکمتِ عملی واضح کرنا ہے۔ ہم توانائی اور خوراک کی حفاظت کو یقینی بنانے، بین الاقوامی مالیاتی نظام میں برکس کے طاقت ور اور مؤثر کردار کو بڑھانے اور بینکوں کے درمیان تعاون کو توسیع دینے کے لیے ''برکس اقتصادی شراکت داری'' اور ''برکس انوویشن کوآپریشن'' کی بڑھوتری کے لیے ایک ایکشن پلان اختیار کرنے جا رہے ہیں۔ اس حوالے سے باہمی تجارت میں قومی کرنسیوں کا استعمال تیزی سے بڑھے گا اور نیا عالمی معاشی ڈھانچہ عمل میں آئے گا۔

روسی صدر کا خواب ایک ایسی دنیا کی تشکیل ہے، جس میں علاقائی اقوام کا طاقت ور کردار دکھائی دیتا ہے۔ ہر قوم کی شناخت کو نمایاں مقام دیا گیا ہے۔ اس کے وسائل کا تحفظ کیا گیا ہے۔ کسی قوم کو اعلیٰ درجے پر فائز نہیں کیا گیا، نہ ہی کسی قوم کو ابتری کے مقام پر رکھا گیا ہے۔ کسی بھی قوم کو دوسری قوم پر مسلط ہونے کا حق نہیں ہوگا۔ استعماری کردار کی کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ کسی قوم کا معاشی نظام کسی دوسری قوم کے لیے فوقیت کا حامل نہیں ہوگا۔ برکس (BRICS) بہ ظاہر ایک علاقائی اتحاد نظر آتا ہے، جو اقوام کے تحفظ کے لیے کام کرے گا، لیکن اس کی خاص شہرت وحیثیت معاشی میدان میں قوموں کی معاشی بہتری کے لیے کام کرنا ہے۔ کیوں کہ آج کا سب سے بڑا اَلمیہ معاشی ابتری ہے۔ جس کی واضح شکل سماج میں دو طرح کے طبقات کا وجود ہے: وسائل سے بھرپور اور محروم۔ کیوں کہ ایسے معاشی ڈھانچے کے قیام سے معاشی سرگرمیاں بُری طرح سے متاثر ہوتی ہیں۔ لوگوں کی قوتِ خرید سلب ہو جاتی ہے۔ اشیا کی مجموعی طلب' مجموعی رسد کے مقابلے میں کم ہو جاتی ہے۔ ایسا رجحان معاشی بحران کو جنم دیتا ہے۔ سماجی ڈھانچہ تنزل کی طرف پھسلنے لگتا ہے۔ مجموعی طور پر معاشرہ مہلک امراض کے شکنجے میں جکڑا جاتا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں ایک ایسے عالمی سماجی ڈھانچے کے قیام کی ضرورت ہے، جو ارتکازِ دولت کے بجائے تقسیمِ دولت کو معاشی مساوات کے اُصول پر استوار کر کے تمام انسانوں کو حقِ معیشت فراہم کر سکے، تاکہ سماج نام نہاد معاشی بحرانوں سے نجات حاصل کر سکے۔

www.rahimia.org

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

## حکمتِ قرآن اور علمائے حق کی حکمت فہمی

12؍ جنوری 2024ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

"حکمتِ قرآنیہ کا فہم آج کے مسلمان کی بڑی بنیادی ضرورت ہے۔ حکمتِ قرآنی سمجھے بغیر قرآن حکیم کی آیات اور احادیث اور شریعت کے مسائل کا کسی حالت، واقعے یا خبر پر اطلاق کرنا اور اُسے من پسند مقاصد کے لیے استعمال کرنا، سوائے دجل و فریب کے اَور کچھ نہیں ہوتا۔ حکمت کا مطلب ہے کہ اپنے گرد و پیش کے حالات کو درست تناظر میں سمجھنا، اور پھر ان کو ایسی ترتیب دینا کہ جس سے انسانیت کی فلاح و بہبود کا طریقہ کار اور نظام وضع ہو جائے، اور اللہ پاک کے احکامات کا ٹھیک ٹھیک فہم پیدا ہو جائے۔ حکمتِ عملی کے بغیر نہ تو عبادات کا نظام قائم ہو سکتا ہے، نہ معاملات سیدھے ہو سکتے ہیں، نہ سیاسی نظم و نسق قائم ہو سکتا ہے، نہ ہی انسانی قلوب کا تزکیہ اور تربیت کا عمل ہو سکتا ہے۔ دین کے تین بنیادی شعبوں: شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت اور ان کو بروئے عمل لانے کا نظام حکمتِ قرآنی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ قرآن کی حکمت کو خود پڑھے اور سمجھے، اور اگر اپنے اندر یہ استعداد نہیں، یا موقع نہیں ملا، تو پھر اُن حکمائے اسلام اور علمائے ربانیین کی اتباع کرے، جنھوں نے حکمتِ قرآنی کی اَساس پر دین سمجھایا ہے، آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبویؐ کا فہم منتقل کیا ہے اور شریعتِ حقانی کی تشریح کی ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ سے لے کر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ تک علمائے ربانیین اور محققین کا ولی اللّٰہی سلسلہ قائم رہا ہے، جس نے حکمتِ عملی کو حکمتِ نظری اور علمی کی طرح ہی پوری تگ و تاز کے ساتھ جد و جہد اور کوشش کے ساتھ سمجھایا ہے۔ یہ واضح حقیقت ہے کہ برعظیم پاک و ہند، بلکہ پوری دنیا میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے خانوادۂ ولی اللّٰہی نے حکمتِ قرآن کو زندہ کیا اور اس کی اَساس پر دینِ اسلام کے فہم کی تجدید کا راستہ متعین کیا ہے۔

امام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے صاحبزادے امام ولی اللہ دہلویؒ، ان کے بعد اُن کے صاحبزادے امام عبدالعزیز دہلویؒ اور اُن کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ تک "ولی اللّٰہی خانوادہ" کہلاتا ہے۔ اسی کو مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ یہ "ولی اللّٰہی جماعت" ہے۔ یہ شریعت، طریقت اور سیاست کی جامع ہے۔ اس جماعت نے یہ بات سمجھائی کہ شریعت اور طریقت کس سیاسی طریقۂ کار کو اختیار کرنے سے عمل میں آئے گی؟ ورنہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے پہلے عام طور پر لوگ صرف شریعت اور طریقت کے پڑھنے پڑھانے تک محدود تھے اور وہ بھی جزئیات اور تخریجات کی حد تک۔ حکمتِ عملی کے تناظر میں چیزوں کا جائزہ لینے اور اس کو بہ طورِ نظامِ زندگی کے پیش کرنے کا ابتدائی راستہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے واضح کیا اور اس کا پورا نظام، اس کے عملی تقاضوں کا شعور اور اس کا واضح طریقۂ کار امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے متعین کیا۔ اس کا نام ہے "فکرِ ولی اللّٰہی"۔

## قرآنی حکمتِ عملی کے فروغ میں فکرِ ولی اللّٰہی کا کردار

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

"فکرِ ولی اللّٰہی کی ابتدا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ سے ہوئی۔ حضرت مجدد صاحبؒ قرآنی حکمتِ عملی کو اختیار کر کے دس سال جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں رہے۔ اس دوران انھوں نے اپنے خلفا کو اپنا مجددانہ فکر سمجھایا، اس پر اُن کی تربیت کی۔ آپؒ کے "مکتوباتِ امام ربانی" پڑھیے تو آپؒ نے بڑے بڑے اُمرا (گورنر لاہور قلیج خان، عبدالرحیم خانِ خاناں وغیرہ) تک رسائی حاصل کی اور اُن کو خطوط لکھ کر اپنا فکر پہنچایا۔ دینی حقیقت کی نشان دہی کی۔ یہی تسلسل امام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ تک پہنچا، لیکن مجدد صاحبؒ کی جامع باتیں بڑی مختصر اور اشارے تھے۔ قرآن اور احادیث سے بہت ہی مختصر استدلال ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے انھی اشارات پر "حجۃ اللہ البالغۃ" اور اپنی دیگر کتابوں میں اس تجدیدی فکر کی پوری عمارت قائم کر دی اور دین کا مکمل نظام بیان کیا۔

ایسے ہی اورنگزیب عالم گیر کے امیر الاحتساب، شعبۂ احتساب کے سربراہ میرزاہد ہرویؒ سے شاہ عبدالرحیم دہلویؒ نے حکمتِ عملی پر مبنی اُصولِ انتظام سیکھا کہ بنیادی قانون کیا ہوتا ہے؟ بنیادی آئین، دستور، ضابطہ اور اس کی تخریجات و تفریعات و تشریعات کیا ہوتی ہیں؟ ضمنی قانون کا اثر اور نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ پھر آپؒ نے قرآن فہمی کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ ان کی مجلس میں روزانہ ایک رکوع کی تلاوت کی جاتی اور اس رکوع کا صرف ترجمہ اور ترجمے کی اَساس پر قرآن حکیم کی حکمتِ عملی پڑھائی اور سکھائی جاتی تھی۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی اسی کو پوری زندگی اپنا معمول بنایا اور اس سلسلۂ درسِ قرآن کو جاری رکھا، بلکہ عوام کے لیے "فتح الرحمٰن" کے عنوان سے قرآن حکیم کا فارسی ترجمہ لکھا۔ پھر امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے قرآن کی اس حکمتِ عملی کی اَساس پر تفسیر "فتح العزیز" لکھی۔ پھر شاہ صاحبؒ کے صاحبزادگان: شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے قرآن حکیم کے مفرداتِ الفاظِ قرآنی کا ترجمہ سکھایا۔ اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے مفرداتِ قرآنی کو جوڑ کر پوری آیت کا بامحاورہ ترجمہ سکھایا۔ پھر اس کی عملی شکل کو شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے تفسیر "فتح العزیز" میں بیان کیا۔ گویا کہ حکمتِ عملی کے اُصول پر قرآنی فہم اور اس کے شعور کا کام اس پوری جماعت "خانوادۂ ولی اللّٰہی" نے کیا ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حکمتِ عملی کے اُسلوب پر قرآن فہمی کے لیے "الجادّۃ القویمۃ المُحمّدیّۃ" کی اصطلاح استعمال کی۔ (جادۃ: بڑی وسیع شاہراہِ عام۔ القویمۃ: بالکل سیدھی جس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔ المُحمّدیّۃ: جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے فہم کے لیے بنائی گئی ہے)۔ اس سلسلے میں شاہ صاحبؒ نے فقہا کی تخریجات، ہر دور کی عملی ضروریات اور مفسرین کی تفسیروں سے قطع نظر، سب سے پہلے قرآن حکیم کی نص پر غور کرنا سکھایا کہ قرآن نصِ قطعی ہے، اس پر غور کرو۔ دوسرا وہ احادیث جو مستفیض، مشہور اور متواتر ہیں، انھیں سمجھو، خاص طور پر مؤطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث اس بنیادی قرآنی قانون کی تشریح کرتی ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے بیان فرمایا۔"

www.rahimia.org

## جادۂ قویمہ، عصری تقاضے اور مقاصدِ شریعت

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

”نبی اکرم ﷺ نے دین کی شاہراہِ عام (جادۂ قویمہ محمدیہ) اپنے اقوال واعمال یعنی احادیث سے واضح کر کے ان کا سسٹم بنادیا۔ فقہا اور مجتہدین امامِ اعظم امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے قرآن حکیم کی بنیادی نصوص اور اجماعِ صحابہؓ کی اَساس پر اس شاہراہ کے اصول اور ضابطے متعین کیے۔ اور علاقائی تنوع کی مناسبت سے اختیار کردہ حکمتِ عملی کے مطابق فقہی مذاہب اختیار کرتے ہوئے اجماعِ صحابہؓ کی پابندی کی۔ البتہ جن مسائل میں صحابہ کرامؓ میں اختلافِ رائے تھا اور احادیث و روایات میں بہ ظاہر تعارض تھا تو ان فقہا نے اپنے اپنے حالات، معروضی حقائق، اپنے سامنے دستیاب معلومات کے مطابق الگ الگ فقہی سلیقے کے مطابق فقہی اصول مرتب کر دیے اور زیرِ بحث مسئلے کا عملی نظام بنادیا۔ ایک امام نے ایک صحابیؓ کے عمل اور قول کو ترجیح دے دی تو دوسرے امام نے دوسرے صحابیؓ کے قول وفعل کو اختیار کیا۔

امام شاہ ولی اللہؒ نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ذرا غور کرو کہ ایک بڑا دریا ہو اور وہاں سے پانی چل رہا ہو۔ اُس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ وہاں سے نکل کر اس کے ماتحت پھر مزید چھوٹے چھوٹے نالے وجود میں آتے ہیں۔ نالوں سے پھر نالیاں بنتی ہیں اور پھر جس کھیت کو سیراب کرنا ہو، وہاں چھوٹی چھوٹی نالیوں اور کیاریوں کے اندر پانی تقسیم کیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے نورِ نبوت سے پھوٹنے والی نہر ”شریعت“ ہے۔ وہ بہتی رہتی ہے، بدلتی نہیں، البتہ وقت، ضرورت اور علاقوں کی ضروریات کے مطابق اس نہر سے پانی آگے تک پہنچانے کا ذیلی نظام بدلتا رہتا ہے۔ اس نہر کے ایک طرف جس طرح کی زمین ہے، مثلاً پتھریلی زمین ہے تو وہاں نالیاں اس کے مطابق بنیں گی، نالے اُس کے مطابق بنیں گے، اور دوسری طرف دوسری طرح کی زمین مثلاً ریتلی زمین ہے تو اس کے مطابق نظام بنے گا۔

نبی اکرم ﷺ سے جو علومِ نبوت آئے، وہ ایک ایسے بڑے دریا کی صورت میں ہیں، جو ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کے قلب پر نازل ہوئے۔ سمجھ لو وہ ایک سمندر ہے۔ ایک بڑا دریا ہے۔ اور پھر جیسے جیسے ضرورت ہوئی، اس کے مطابق علم کی چار بڑی نہریں اس سے نکلیں: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اور پھر جیسے جیسے جہاں جہاں جو موقع ہوتا رہا، وہاں وہاں اُس کے مطابق علومِ نبوت کی تقسیم کے جو عملی مسائل تھے، کبھی کھالہ یہاں بنادیا، کبھی وہاں بنادیا، زمین کا لیول نہیں ہے تو پھر نالیوں کی تقسیم بھی اُس کے مطابق کی جاتی ہے۔ زمین آباد ہو جاتی ہے تو نالے اِدھر اُدھر بدلتے رہتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے کہا: یہ نالوں کا بدلنا، تخریجات ہیں۔ ان کو شریعت قرار دے کر ان کو مسلط کرنا درست نہیں۔ اس طرح شاہ صاحبؒ نے ”الجادۃُ القویمۃ المُحمّدیّۃ“ متعین کیا تھا کہ اب شریعتِ مقدسہ اس چیز کا نام ہے۔ ضمنی بائی لاز جو وقتی ضرورت اور اُصولِ انتظام کے ساتھ وجود میں آئے ہیں، ان کو شریعت کہنا چھوڑ دو اور اصل نصوص کی طرف توجہ رکھو“۔

## حکمتِ عملی میں ولی اللّٰہی علما کا عصری شعور

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

”فکرِ ولی اللّٰہی کا ایک تسلسل ہے۔ اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو وہ دیوبندیت کا انکار ہے، شاہ صاحب کے خانوادے کا انکار ہے، رائے پور کے تمام چاروں مشائخ کا انکار ہے۔ یہ فکرِ ولی اللّٰہی ہے کہ حکمتِ عملی کے تقاضوں کے مطابق کیا کردار ہونا چاہیے۔ اس برعظیم پاک وہند کے علاقے پاکستان کو جب استعمال کیا گیا اور افغانستان کی جنگ لڑوائی گئی تو تخریجات کی بنیاد پر جہاد کے فتوے دینے والوں نے فتوے دیے کہ جہاد فرض ہو گیا ہے تو یہی ولی اللّٰہی فکر تھا جس کی اساس پر شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے کہا کہ یہ جہاد شرعی نہیں ہے، یہ جہاد فی سبیل الامریکہ ہے۔ یہ امریکہ اور روس کی جنگ ہے۔ حکمتِ عملی اور سیاسی شعور کا تقاضا ہے کہ اس جنگ میں حصہ دار نہ بنا جائے۔ تخریجات کی بنیاد پر فتوے داغ داغ کر تم یہاں کے نوجوانوں کو مروا رہے ہو، اس کا قرآنی حکمتِ عملی سے کیا تعلق ہے۔ آج جب اس کی حقیقت آشکارا ہو گئی کہ وہ تو امریکا کا ”آپریشن سائیکلون“ تھا، جہاد کا نام استعمال کر کے مولویوں سے فتوے دلوائے گئے، تو اب فتوے دینے والے منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔ اگر وہ واقعی علمائے حق ہیں تو انھیں چاہیے کہ توبہ کریں اور اپنے ان فتووں کو واپس لینے کا اعلان کریں۔

مشائخ رائے پور کا اصول اور دستور ہے کہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ سلسلے کے افکار کو پورے تسلسل کے ساتھ سمجھیں اور اُس کے مطابق عمل کریں۔ چناں چہ حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے اپنے مشائخ کے اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے پیرومرشد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور دوسرے مرشد اور والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ہدایت اور رہنمائی میں فکرِ ولی اللّٰہی کی اساس پر اس ضرورت کو محسوس کیا کہ خانوادۂ ولی اللّٰہی کے تسلسل پر مشتمل علمائے حق کی فکری بنیاد پر تنظیم بننی چاہیے۔ اس پر نوجوانوں کو کیوں نہ جمع کر کے ان کو شعور دیا جائے کہ یہ وہ فکر ہے جو تمام علما میں متفق علیہ ہے، جو شریعت مصطفویہ کے جادۂ قویمہ کی صورت میں موجود ہے۔ اس فکر کو نوجوان شعوری طور پر سمجھیں۔ اس کے لیے حضرتؒ نے پہلے ”جمعیت طلبائے اسلام“ کی بنیاد رکھی۔ پھر یہ طلبا عملی مرحلے میں داخل ہوئے تو ”تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی“ بنائی اور ”جادۂ قویمہ محمدیہ“ کے مطابق دین کا فہم اور حکمتِ عملی سکھائی۔

جادۂ قویمہ محمدیہ کی اساس پر ”تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی“ وہ سچا شعور ہے جو اس برعظیم پاک وہند کا تین سو سالہ دور کا تاریخی تسلسل ہے، جسے حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے زندہ کیا ہے۔ الحمدللہ! پچھلے چالیس سال سے اس ولی اللّٰہی فکر پر تعلیم وتربیت کا عمل جاری ہے۔ بڑی تعداد میں علما اور عصری تعلیم کے فضلا اور گریجویٹس ان علمائے ربانیین کی تعلیمات سے واقفیت بہم حاصل کر رہے ہیں۔ نیز شاہ صاحبؒ کی اصل کتابوں کے تحقیقی متن، شروحات کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں، تا کہ شاہ صاحبؒ کی اصل کتابوں سے فکرِ ولی اللّٰہی کی حقیقت اور دینی فہم وشعور حاصل کیا جا سکے“۔

www.rahimia.org

## عظمت کے مینار

وسیم اعجاز، کراچی

# مولانا حکیم فتح محمد عباسی سیہوانیؒ

باب الاسلام (سندھ) دھرتی کی ایک اَور نمایاں شخصیت جنھوں نے وطنِ عزیز کی تحریکِ آزادی میں انتہائی متحرک کردار ادا کیا، مولانا حکیم فتح محمد عباسی سیہوانیؒ تھے۔ مولانا موصوفؒ ۱۳۰۰ھ / 1883ء میں وادیٔ سندھ کے ایک تاریخی شہر ''سیہون'' میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والدِ گرامی مولانا حافظ غلام محی الدین عباسیؒ علاقے کے انتہائی قابل حکیم اور معزز شخصیت تھے۔ مولانا موصوفؒ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپؒ نے اپنی نگرانی میں مکمل کروائی۔ حافظ غلام محی الدین عباسیؒ کو مطالعے کا بہت شوق تھا۔ اسی شوق کے زیرِ اثر انھوں نے کتابوں کا بیش بہا ذخیرہ جمع کرلیا تھا، جس سے علاقے بھر کے علاوہ دُور دراز سے اہلِ علم مستفید ہوا کرتے تھے۔ علم دوستی کے اس ماحول میں مولانا سیہوانیؒ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ والدِ محترمؒ کے وصال کے بعد مولاناؒ کے بڑے بھائی خلیفہ میاں محمد زمانؒ نے ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ 1904ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد علاقے کے لوگوں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے مولانا سیہوانیؒ نے سیہون ہی میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کا آغاز فرمایا۔ ساتھ ساتھ مطب میں بھی عوام الناس کی خدمت کرتے رہے۔ کچھ عرصہ حیدرآباد میں گزارا، لیکن روزگار کے سلسلے میں 1905ء میں کراچی کا رُخ کرنا پڑا۔ کراچی میں تدریس اور حکمت کے ساتھ ساتھ صحافت اور سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا۔ روزنامہ ''اصلاح''، ''الوحید'' اور ''الاخلاق'' کے ساتھ وابستہ رہے۔ سیاسی گہماگہمی کے اس دور میں آپؒ بھلا کیسے سیاسی عمل سے دور رہ سکتے تھے۔ آپؒ کا مطب کچہری روڈ پر شہر کی نمایاں جگہ پر ہونے کی وجہ سے سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بھی بن گیا تھا۔ 1906ء میں ''الحق'' کے ایڈیٹر کے طور پر نامزد ہوئے۔ 1907ء میں کچھ عرصے کے لیے درس و تدریس کی مصروفیات کی وجہ سے نوشہرو فیروز میں بھی قیام کیا۔ 1908ء تا 1910ء حیدرآباد میں قیام فرمایا۔ 1910ء میں کراچی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

1919ء میں تحریکِ خلافت عروج پر تھی، جس میں آپؒ نے سرگرم کردار ادا کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد اور تحریکِ ریشمی رومال کے ایک اہم رہنما مولانا محمد صادق کراچویؒ سے تعلق پیدا کیا اور ان کے دستِ راست بن گئے۔ اس تعلق کا ہی نتیجہ تھا کہ آپؒ 1922ء میں جمعیت علمائے ہند کے باقاعدہ رُکن بن گئے۔ جمعیت علمائے ہند کی سندھ شاخ میں مولانا تاج محمود امروٹیؒ صدر اور مولانا موصوفؒ نے سیکرٹری کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ جمعیت علمائے ہند کو سندھ دھرتی میں مقبول بنانے اور اس کے فروغ میں مولانا موصوفؒ نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے سندھ بھر میں سیاسی رابطوں کا نظام قائم کیا۔

سندھ میں مولانا تاج محمود امروٹیؒ، مولانا محمد صادقؒ، رئیس غلام محمدؒ، شیخ عبدالمجید سندھیؒ اور مولانا حکیم فتح محمد سیہوانیؒ تحریکِ خلافت کے رُوحِ رواں تھے۔ 1920ء میں ''سن'' شہر میں ہونے والی خلافت کانفرنس کی صدارت بھی مولانا موصوفؒ نے ہی کی تھی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی تھی۔ تحریکِ خلافت اور تحریکِ عدمِ تعاون کے دنوں میں حکیم صاحبؒ نے اپنے انقلابی مضامین کے ذریعے عوام الناس میں تحریکِ آزادی کی روح پھونکی۔ تحریکاتِ آزادی میں مولانا سیہوانیؒ کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ آپؒ کا اَخبار ''اصلاح'' اس تحریک کا نمائندہ اور ترجمان اَخبار بن گیا تھا۔ سندھ خلافت کمیٹی میں سیکرٹری کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ اس پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

نوجوان طلبا کی ایک اَور سیاسی تنظیم ''سندھ محمڈن ایسوسی ایشن'' کے ایک اہم رُکن اور خزانچی کے طور پر بھی آپؒ نے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ 1927ء میں ایک سازش کے تحت لاڑکانہ میں ہندو مسلم فسادات ہوئے تو اسی تنظیم نے اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

سندھ دھرتی کے لوگوں میں سیاسی شعور بیدار کرنے اور انگریز سامراج کی ملک دشمنی کو اُجاگر کرنے کے لیے کراچی میں حاجی محمود خادم کے تعاون سے ایک ''سندھی سدھار سوسائٹی'' نام کی تنظیم کی بنیاد رکھی اور 1933ء میں اس سوسائٹی کے صدر نامزد ہوئے۔ مولانا موصوف کا ایک قول ہے کہ: ''انسان مجسمہ ہے اور سیاست اس کی روح، جس انسان میں سیاسی شعور نہ ہو اس کی حیثیت ایک بے جان جسد کی سی ہے''۔ علمِ سیاسیات کے رُموز اور اُصولوں کو سمجھنے کے لیے آپؒ نے کتاب ''کمال و زوال'' تحریر کی۔ 1936ء میں میونسپل کارپوریشن کراچی کے ممبر منتخب ہوئے۔ 1939ء میں جب امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ وطنِ عزیز ہندوستان واپس تشریف لائے تو ان کے استقبال کے لیے شہر کراچی کی طرف سے قائم استقبالیہ کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔

مولانا موصوفؒ نے بہت سی کتب بھی تحریر کیں جن میں ''قلندر نامہ''، ''فتح محمدی''، ''حیات النبی ﷺ''، ''سیرت النبی ﷺ''، ''ابوالفضل اور فیضی'' کے علاوہ ''کمال و زوال'' ایسی کتب شامل ہیں۔ شاعر بھی کمال کے تھے۔ عربی اور فارسی میں شعر کہے۔ پہلے پہل ''صغیر'' تخلص تھا، جسے بعد میں تبدیل کرکے ''حکیم'' اختیار کیا۔ 1941ء میں ''شعر جی کسوٹی'' کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ اخیر عمر میں ہڈیوں کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور انتہائی نقاہت کا شکار ہوگئے تھے۔ اسی حالت میں ۶ رذوالحجہ ۱۳۶۱ھ / 14 دسمبر 1942ء کو وصال فرمایا۔ وصال کے سال ہی ایک قطعہ تحریر فرمایا۔

مشتِ خاکم بہ خاک پیوستم
''مشتِ خاک'' است سالِ رحلتِ من

جس میں ان کی وفات کا مادۂ تاریخ (مشتِ خاک = ۱۳۶۱ھ) بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور ہمیں ان اکابرین کے فکر و عمل کے مطابق کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

www.rahimia.org

**وفیات** — تحریر: مولانا مفتی عبدالقدیر، چشتیاں

# ہماری والدۂ محترمہ کا سانحۂ ارتحال

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کے ناظم تعلیمات اور رُکن مجلسِ شوریٰ کی والدۂ محترمہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئی تھیں۔ اُن کے انتقال پر ادارہ رحیمیہ کے تمام اراکین اور وابستگان سلسلۂ رائے پور نے اُن سے اور اُن کے تمام اہلِ خانہ سے دلی تعزیت کی اور نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اس سانحۂ ارتحال پر ذیل میں حضرت مفتی صاحب کا مضمون قارئین رحیمیہ کے لیے پیش خدمت ہے۔ مدیر

مؤرخہ ۸/ رجب ۱۴۴۵ھ / 20/ جنوری 2024ء بروز ہفتہ کو ہماری والدۂ محترمہ انتقال کر گئیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ اس روز والدہ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی۔ میں نے والدہ کے سینے کو خوب حرکت دی شاید کہ دل کی تکلیف ہوئی ہے، مگر دیکھتے ہی دیکھتے اُن کا دم اُکھڑتا چلا گیا۔ یہ دیکھتے ہوئے میں نے بہ آواز بلند سورت یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ ابھی سورت مکمل نہیں ہوئی تھی کہ والدہ محترمہ کا جسم پُرسکون ہو چکا تھا۔ اتنی دیر میں ڈاکٹر محمد ناصر پہنچ گئے اور انھوں نے چیک کر کے خبر دی کہ والدہ کی روح پرواز کر چکی ہے۔ وفات سے کچھ دیر قبل والدہ نے نمازِ ظہر ادا کی اور دیگر معمولات تلاوت قرآن حکیم ومناجات، دلائل الخیرات وغیرہ پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں اور نمازِ عصر کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ اس دوران باتیں کرتے کرتے اوپر کی طرف دیکھ کر کہا کہ مہمان لینے آگئے ہیں اور وفات پا گئیں۔

ہماری والدہ محترمہ کا نام خورشیدہ بی بی تھا۔ آپ ماسٹر عطاء محمد اقبال کی صاحبزادی تھیں، جو کہ بستی دانشمنداں چک نمبر 246 گ ب میں اپنے علاقے کے مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر اور علم دوست انسان تھے۔ والدہ کی پیدائش 1933ء میں اس بستی میں ہوئی۔ یہ خاندان ”آبادکاری سکیم“ کے تحت تقسیم ملک سے پہلے جالندھر سے فیصل آباد کے قریب اس گاؤں میں آباد ہوا تھا۔ ہمارے نانا کی تین اولاد: ایک ہماری والدہ اور دو ماموں تھے۔ نانا مرحوم ماسٹر عطاء محمد اقبال نے ان کی تعلیم پر خوب توجہ دی۔

ہمارے والد ماجد کا نام حضرت مولانا عبدالعزیز تھا۔ انھوں نے بچپن میں سکول کے ساتھ مولانا برکت اللہ مجیرؒ ۔ جو حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خصوصی مسترشد تھے۔ سے ابتدائی تعلیم گلستان بوستان کے دوران دینی علم سے نسبت اس طرح پیدا کر لی کہ تقسیم ہند سے قبل اپنے والد صاحب سے اجازت حاصل کر کے مزید تعلیم کے لیے بستی رائے پوراں گجراں اور خیر المدارس (جالندھر) پڑھتے رہے۔ وہیں طالب علمی دور میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے، تقسیم کے بعد جب خیر المدارس جالندھر سے ملتان منتقل ہوئے تو تین سال میں یہاں موقوف علیہ و دورۂ حدیث کی ۱۳۶۹ھ میں تکمیل کی۔ نیز جامعہ عباسیہ بہاولپور سے علامہ اولیٰ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد انھوں نے سکول کی ملازمت اختیار کی۔ اسی دوران حفظِ قرآن کا شوق پیدا ہوا، ڈیڑھ سال میں از خود حفظِ قرآن کر کے گرمیوں کی دو ماہ کی چھٹیوں کے ساتھ مزید دو ماہ کی چھٹیاں لے کر شیخ القراء حضرت قاری رحیم بخشؒ کی خدمت میں چار ماہ میں گروان کر لی اور اپنے گاؤں 44/F کی مسجد میں تراویح میں خود قرآن سنایا۔ آپؒ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا خیر محمدؒ سے تھا۔ ان کے بتائے ہوئے معمولات سے اس قدر مناسبت پیدا کر لی کہ ان کے اجل خلفا میں شمار ہونے لگے۔ دینی علوم سے فراغت کے پانچ سال بعد تقریباً ۱۳۷۴ھ میں والدہ محترمہ مرحومہ جو والد صاحبؒ کی رشتہ میں ماموں زاد تھیں، سے شادی ہوگئی۔

ہماری والدہ ماجدہ شروع سے ہی نیک لوگوں اور دینی نسبت کے حاملین سے نسبت اور تعلق ہونے کی وجہ سے نہایت متحمل مزاج، ملنسار، پاکباز خاتون تھیں۔ ان کو خلافِ شرع تمام امور سے سخت دلی نفرت تھی۔ امورِ خانہ داری میں تمام اہلِ خانہ کی مکمل تربیت فرماتی تھیں۔ تمام خاندان کو آپس میں جوڑ کر رکھنے کا اللہ پاک نے انھیں خاص ملکہ نصیب فرمایا تھا۔ نماز کا بہت اہتمام کرتی تھیں۔ تمام نمازیں اول وقت میں ہی ادا فرماتی تھیں، اسی طرح تلاوت قرآن حکیم و دیگر معمولات نہایت توجہ اور ذوق شوق سے سرانجام دیتی تھیں۔ اکثر دینی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھتی تھیں۔

حضرت والد صاحبؒ سے والدہ نے قرآن پاک کی تصحیح، ”بہشتی زیور“ اور ”تعلیم الاسلام“ کی تعلیم حاصل کر کے گھر میں بچوں بچیوں کو پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ والدہ صاحبہ اسی وقت سے پوری محبت اور شفقت سے اپنے بچوں کی طرح مدرسے کے بچوں کی خدمت میں مصروف ہوگئیں۔ اسی دوران والد صاحبؒ سے بیعت کر کے ذکر و اذکار میں اشتغال رکھا۔ انھوں نے والد صاحبؒ کے ساتھ سفرِ حج کی رفاقت بھی اختیار کی۔

والدہ محترمہ نے والد صاحبؒ کے انتقال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد قدس سرہٗ سے اپنا بیعت کا تعلق قائم کیا۔ پھر 2002ء میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حکم پر مدرسہ اشاعت العلوم میں انھوں نے طالبات کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔

انتقال سے قبل والدہ محترمہ کی خواہش اور وصیت تھی کہ ان کا جنازہ حضرتؒ کے جانشین حضرت اقدس مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ پڑھائیں۔ چناں چہ ان کی نمازِ جنازہ 21/ جنوری 2024ء، بروز اتوار، بوقت 2:30 بجے سینٹرل پارک چشتیاں کے گراؤنڈ میں حضرت آزاد کی امامت میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں چشتیاں میں قدیم عیدگاہ کے قبرستان میں ان کی تدفین کی گئی۔ والدہ محترمہ کے جنازے میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خلفا: حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا ڈاکٹر ناصر عبدالعزیز، صاحبزادہ مولانا عبدالقادر شریک ہوئے۔ دیگر حضرات میں مولانا رانا ارشاد احمد خاں، حضرت مولانا میمون احمد جالندھری اور ہمارے برادرِ نسبتی حضرت مولانا محمد زاہد شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ فیصل آباد سمیت کثیر تعداد میں علما، مفتیان، اور ڈاکٹرز، وکلا اور اہلِ علاقہ نے شرکت کی، ہم ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ والدین کے پسماندگان میں ہم دو بھائی عبدالقدیر، عبدالنصیر اور پانچ بہنیں ہیں۔ جو سب اپنی اپنی جگہ دینی خدمات میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں مرحومین کے نقشِ قدم پر قائم و دائم رکھے۔ آمین!

www.rahimia.org



رفتارِ کار--- رپورٹ: انیس احمد سجاد ایڈووکیٹ، لاہور

## تکمیلی نشست دورۂ تفسیر قرآن حکیم، دورۂ حدیث شریف وتقریبِ رونمائی کتاب ''العون الجلیل فی شرح القول الجمیل''

اِدارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں مؤرخہ 7رجنوری 2024ء بروز اتوار کو 17 روزہ دورۂ تفسیر قرآن حکیم، دورۂ حدیث کی کلاس کی تکمیلی نشست اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب ''القول الجمیل'' کی شرح ''العون الجلیل'' کی تقریبِ رونمائی ایک ساتھ منعقد ہوئیں۔ تقریب کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے ہوا۔ صدارت حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہ صدر ادارہ نے فرمائی۔ پروگرام کی نظامت پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد ناصر نے فرمائی، جب کہ تلاوتِ کلامِ پاک کا شرف مولانا مطیع اللہ نے حاصل کیا۔ بعد ازاں سب سے پہلے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصوف پر شہرۂ آفاق کتاب ''القول الجمیل فی بیان سواء السبیل'' کی شرح ''العون الجلیل'' کی تقریبِ رونمائی کا آغاز ہوا اور حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعیدالرحمن مدظلہٗ نے اس کتاب کے تعارف پر مفصل خطاب فرمایا۔

اس کے بعد دورۂ تفسیر القرآن کی تکمیلی نشست کے سلسلے میں حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہ نے عظمتِ قرآن اور دورۂ تفسیر کی اہمیت پر بیان فرمایا۔

بعد ازاں ''صحیح بخاری شریف'' کی آخری حدیث پر خانقاہ عالیہ رحیمیہ کے مسند نشین حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ العالی نے درس ارشاد فرمایا۔ اس سے قبل صحیح بخاری کی آخری حدیث شریف کی تلاوت کا شرف مولانا راؤ عزیز احمد نے حاصل کیا۔ تقریب کے آخر میں حضرت آزاد مدظلہٗ نے اختتامی دعا فرمائی۔ اس موقع پر دورۂ حدیث میں شرکت کرنے والے علمائے کرام کی دستار بندی کی گئی اور دورۂ تفسیر میں شرکت اور پوزیشن حاصل کرنے والے احباب میں اسناد و انعامات تقسیم کیے گئے۔ اس بابرکت تقریب میں حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن، مولانا پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر، پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد ناصر، پروفیسر قاضی محمد یوسف، حضرت ڈاکٹر سید لیاقت علی شاہ معصومی، مولانا عبداللہ عابد سندھی، مفتی محمد انور شاہ، مولانا محمد اشرف انجنیئر، اساتذۂ دورۂ حدیث: حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف، مولانا زاہد محمود قاسمی اور مولانا محمد جمیل مدظلہم سمیت ملک بھر سے سینکڑوں علمائے کرام اور گریجویٹ احباب نے شرکت فرمائی۔ اس سال دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے والے علمائے کرام کے نام درج ذیل ہیں: مولانا حافظ محمد طاہر، مولانا راؤ عبدالرحمن، مولانا اکبر علی، مولانا حافظ محمد عرفان صادق، مولانا نوید اشرف، مولانا راؤ عزیز احمد، مولانا محمد معاذ، مولانا قاضی محمد عبادہ، مولانا نوید احمد، مولانا محمد قتادہ، مولانا عمر حسن، مولانا خلیل احمد، مولانا عبدالقدوس، مولانا انجم شہزاد، مولانا ایاز علی، مولانا محمد ذیشان، مولانا محمد معوذ، مولانا محمد جواد عباسی۔

## دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبہ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

**سوال** سٹیٹ لائف انشورنس کی پالیسی لینے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جب کہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم کسٹمرز کی پالیسیوں کی رقوم بہ حیثیت ادارہ مختلف معروف اور جائز کاروباری اداروں میں انویسٹ کرتے ہیں اور پھر کمائے گئے منافع میں سے ادائیگی کرتے ہیں۔ اس بارے میں شرعی رہنمائی کی درخواست ہے۔ عبداللہ، سوات

**جواب** دینی نظام میں معاشرے کے تمام انسانوں کے جان و مال اور خاندان کو مستقبل کے خطرات سے تحفظ دینے کی ذمہ داری ریاستی نظام پر عائد ہوتی ہے، مگر سرمایہ دارانہ نظام نے نہ صرف اس تحفظ کی ذمہ داری سے انحراف کیا ہے، بلکہ اس کو بھی کاروباری مفادات کے حصول کا ذریعہ بنا کر لوگوں میں نہ صرف احساسِ عدم تحفظ کو بڑھاوا دیا، بلکہ ان کے خوف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے استحصال کو فروغ دینے کی پالیسی اپنائی۔ اسی لیے اس نے مروجہ بیمہ (انشورنس) کی تمام کمپنیوں کا معاملہ بینک کے کاروبار کی طرح ربا (سودی معاملے) پر استوار کیا ہے۔ نیز اس میں جوے کے پہلو کو بھی شامل کر دیا ہے اور یہ دونوں سرمایہ دارانہ استحصالی نظام کے ستون اور واضح طور پر قرآن و حدیث کی رُو سے حرام ہیں۔ بعض صورتوں میں حادثہ وغیرہ پیش نہ آنے کی صورت میں تو جمع شدہ رقم بھی نہیں ملتی، لہٰذا مروجہ انشورنس سے اجتناب ضروری ہے۔

**سوال** میں نے ایک عرب ملک میں ایک کرایہ دار سے ماہانہ کرائے کی بنیاد پر فلیٹ لیا ہوا تھا۔ ہم نے اسے تین ماہ کا ایڈوانس کرایہ اور بل بجلی وغیرہ دے دیا۔ ایک ڈیڑھ ماہ بعد اس کرایہ دار کے کچھ واجبات کی وجہ سے وہ فلیٹ سیل ہو گیا۔ ہم نے کرایہ دار سے رابطہ کرنے کی کوشش کی، جس پر ہمیں کوئی ریسپونس نہیں ملا۔ پھر ہم نے بینک میں کلیم کر دیا کہ وہ بجلی کا بل جو ہم نے ادا کیا تھا، وہ میٹر ہمارے نام ہی نہیں، لہٰذا بینک نے تحقیق کے بعد وہ رقم ہم کو واپس لوٹا دی۔ کچھ رقم ہم سے خرچ ہو گئی تھی، اس کے علاوہ کچھ اضافی رقم بچتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے لیے یہ اضافی رقم استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ محمد تبسم، دبئی

**جواب** آپ ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ کی رقم کا حقِ رہائش حاصل کر چکے ہیں۔ اس کے بعد بقیہ رقم کا کسی غریب محتاج پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔

بقیہ: مامون الرشید کی معاملہ فہمی و ذہانت ان پر جو قرض چڑھ گیا تھا، اس کی قدرے تفصیل لکھی۔ مامون نے جواب میں یہ الفاظ لکھے کہ: ''آپ میں دو عادتیں ہیں: حیا اور سخاوت۔ سخاوت نے آپ کا ہاتھ کشادہ کر دیا ہے۔ جو کچھ تھا، سب خرچ کر ڈالا اور حیا کا یہ اثر ہے کہ آپ نے پوری ضرورت نہیں لکھی۔ میں نے متعلقہ حکام کو کہہ دیا ہے کہ جتنا کچھ لکھا ہے اس سے دوگنا دیا جائے۔ اگر آپ کی ضرورت اس سے پوری نہ ہو تو خود آپ کی کوتاہ قلمی کا قصور ہے اور اگر کافی ہو جائے تو آئندہ جس قدر چاہیں فراخ دستی سے خرچ کریں۔ خدا کے خزانے میں کچھ کمی نہیں''۔ (تاریخ بغداد، از خطیب بغدادی، ص:30-29)

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔